دین کی دعوت

برطانیہ میں ایک دور ایسا بھی تھا کہ مسلمان ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتے تھے۔ ۱۹۳۹ء کے اوائل میں کچھ مسلمان خاندان مختلف ممالک جن میں ہندوستان، پاکستان، برما، بنگلادیش، صومالیہ اور دیگر مسلم ممالک سے برطانیہ آنا شروع ہوئے۔ دوسری جنگ عظیم کے درمیانے سالوں میں بہت زیادہ تعداد میں برطانیہ میں مسلمان آنا شروع ہوئے اور اب الحمدللہ کوئی ایسا شہر نہیں جس میں مسلمان آباد نہ ہوں قابل توجہ بات یہ ہے اپنے ملکوں کو چھوڑنے والے مسلمانوں نے خاص طور پر دیار غیر کے غیر مسلم ماحول میں رہتے ہوئے اپنے ایمان اور عقیدے کی حفاظت کے ساتھ ساتھ معاشرتی اور معاشی زندگی کو اسلامی تقاضوں کے مطابق بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کی۔ ۵۰ سال قبل کے حالات بتانے والے علماء کرام اور بزرگ حضرات کا کہنا یہ کہ دینی ادارے، مسلم کمیونٹی سینٹر مسجد تو دور کی بات مسلمانوں کے پاس کوئی ایسی جگہ بھی نہ تھی کہ باجماعت نماز ادا کرسکیں لوگ اپنے اپنے گھر میں نماز ادا کرلیا کرتے تھے اور بعض دفعہ کسی خاص موقع پر مسلمان دوستوں ہی کے گھر میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرلیا کرتے تھے، کیونکہ برطانیہ کے کسی شہر میں ایک یا دو مسلم گھرانے سے زیادہ موجود نہ تھے۔ مسلمانوں نے اپنی دینی محنت کو مسلسل جاری رکھا، اللہ کے فضل سے انہیں کی دینی محنت کا ثمرہ یہ نکلا کہ چند ہی دنوں میں مسلمانوں کی آبادیاں بڑھتی چلی گئیں، اسلامی لباس اور شعائر اسلام کا استعمال ہونا شروع ہوتا نظر آیا۔

۱۹۶۵ء کے قریب قریب مختلف ممالک سے کچھ اکابر علماء حق اور مسلم رہنما برطانیہ تشریف لائے اکابر علماء نے برطانیہ میں قدم رکھتے ہی رات دن ایک کرکے مسلمانوں میں دینی شعور جذبہ بیدار کرنے کے لئے اصلاحی تبلیغی اور تعلیمی حلقے سجائے، اکابر کے اصلاحی حلقے قائم کرنے کا فائدہ بہت جلد مرتب ہوا کہ مسلمانوں میں اس بات کی فکر اور سوچ پیدا ہوئی کہ اپنے بچوں اور آئندہ نسل کی ایمان اور عقیدے کا تحفظ اور لا مذہبیت کی یلغار سے بچانے کا ایک ہی راستہ ہے، اپنے بچوں کو اسلام کی بنیادی تعلیم دی جائے اور ان کو علماء کے اصلاحی حلقوں سے وابستہ کیا جائے اور بچوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کیا جائے اور ان کو عالم، قاری، حافظ بنانے کے لئے زیادہ سے زیادہ مدارس کا قیام عمل میں لایا جائے، مسلمانوں نے اپنی اس سوچ اور فکر کا اظہار ان حضرات اکابر کے سامنے کیا علماء کرام کے طویل مشوروں اور تمام حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ طے کیا گیا کہ پہلے مرحلے میں بچوں کی تعلیم کے لئے ہر شہر میں مکاتب قائم کئے جائیں، لہٰذا علماء نے اپنی وسعت اور طاقت کے مطابق برطانیہ کے چند بڑے شہروں میں مکاتب قائم کئے ان مکاتب میں بچوں نے اس قدر ذوق اور شوق کے ساتھ داخلہ لیا کہ کئی بچوں نے چند ہی سال میں قرآن کریم حفظ کرلیا۔ دوران حفظ ان بچوں کی اس قدر تربیت کردی گئی کہ بچوں میں خود ہی مزید دینی تعلیم حاصل کرنے کا ذوق وشوق پیدا ہوا، لیکن فی الوقت کوئی انتظام نہ تھا، ماحول اس قدر بدل گیا کہ جس گھر میں بچے قرآن مجید پڑھتے تھے وہیں ایک یا دو وقت نماز باجماعت ادا کی جانے لگی، اللہ نے ایسا انتظام کیا کہ تھوڑے ہی عرصے میں ان گھروں کو مسجد کی شکل دے دی گئی۔

۱۹۷۳ء قریب برطانیہ کے شہر بری میں دارالعلوم کے لئے ایک جگہ لے لی گئی۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ نئی آنے والی نسل کو دینی تعلیم سے آراستہ کیا جائے اور قرآن وحدیث، فقہ اور دیگر عصری علوم کی تعلیم کا بہتر انتظام ہوسکے۔ ۱۹۷۵ء قریب شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اجل شیخ الحدیث مولانا یوسف صاحب کی سرپرستی میں شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی دُعاؤں کے ساتھ دارالعلوم بری سے کئی ہزار طلبہ فارغ تحصیل ہوئے جن میں سے کئی ایک نے فارغ ہونے کے بعد اپنے آپ کو خالص دینی کام کے لئے وقف کردیا، مولانا سلیم دھرات، مولانا شیخ ریاض الحق برطانیہ کے مشہور عالم دین اور معروف روحانی پیشواء ہیں جو کہ دارالعلوم بری کے فضلاء میں سے ہیں اللہ نے ان دونوں حضرات سے انگریزی جاننے والے نوجوانوں میں اصلاحی اعتبار سے بہت کام لیا اور لے رہا ہے، حضرت مولانا شیخ الحدیث یوسف بنوری رحمۃ اللہ کے شاگرد اور برطانیہ میں مقیم معروف عالم دین مولانا قاری اسماعیل رشید صاحب نے فرمایا کہ میں اس وقت موجود تھا جب حضرت شیخ الحدیث زکریا دارالعلوم میں تشریف لائے اور حضرت نے بیان کیا اور دارالعلوم بری کے

لئے خصوصی دُعا فرمائی۔ دارالعلوم بری کے شیخ الحدیث مہتمم مولانا یوسف متلا صاحب مدظلہ کے اخلاص اور تگ دو کے نتیجہ میں کوئی محلّہ ایسا نہ رہا جہاں کوئی مسجد، مدرسہ، دارالعلوم نہ ہو۔ختم نبوۃ اکیڈمی فارسٹ گیٹ لندن کے محلے میں تقریباً ۲۵ مسجدیں آباد ہیں۔حضرت کی سرپرستی میں اس وقت پورے برطانیہ میں کئی ادارے کام کررہے ہیں، حضرت ہی کے مشورے سے عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور مسلمانوں کو قادیانیت کے فتنے سے باخبر کرنے کے لئے مولانا عبدالرحمٰن باوا صاحب کو برطانیہ میں دفترختم نبوت قائم کرنے کا حکم فرمایا گیا۔ مفتی احمد الرحمٰن رحمۃ اللہ نے فوری مولانا عبدالرحمٰن باوا صاحب کو کراچی سے لندن روانہ فرمایا۔۱۹۸۱ء میں تبلیغی جماعت کے ساتھیوں نے برطانیہ کے شہر دیز بری میں تبلیغی مرکز اور دارالعلوم قائم کیا اب الحمدللہ پورے برطانیہ بھر میں تمام دینی شعبہ جات میں چاہے دعوت وتبلیغ کا کام ہو یا نشرواشاعت کا علماء کرام بھرپور محنت کررہے ہیں، اس میں ذرا بھی مبالغہ نہیں جتنا دعوت کا کام برطانیہ میں ہورہا اتنا یورپ کے کسی ملک میں نہیں ہورہا ہے بلکہ سارے یورپ میں دینی کام کا مرکز برطانیہ ہی مانا جاتا ہے۔ برطانیہ کے غیر مسلم باشندے مسلمانوں کی عملی زندگی اور مذہب اسلام سے کافی متاثر ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں، گیارہ ستمبر کے بعد اور بھی زیادہ اسلام کو جاننے کی کوشش کررہے ہیں، کئی غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا اور اسلامی کتابی اور مختلف زبانوں میں ترجمہ قرآن کریم اس قدر فروخت ہوا کہ بازار سے نسخہ تک ختم ہوگئے اسی طرح غیر مسلموں کی کثیر تعداد عالمی سطح پر اسلامی مراکز میں اسلامی معلومات حاصل کرنے بڑی کثرت سے آئے برطانوی اخبارات کے مطابق تمام مذاہب میں سب سے زیادہ تیز پھیلنے والا مذہب اسلام ہے مسلم پاپولیشن اسٹیٹکس کے ایک تازہ جائزے کے مطابق ۱۹۹۰ء سے لگا کر اب تک مسلمانوں کی آبادی کا تناسب کچھ اس طرح ہے:

دنیا کی آبادی	عیسائی	مسلمان
۱۹۹۰ء	۲۶.۹ فیصد	۱۲.۴ فیصد
۱۹۸۰ء	۳۰ فیصد	۱۲.۴ فیصد
۲۰۰۰ء	۲۹.۹ فیصد	۱۶.۲ فیصد
۲۰۲۵ء	۲۵ فیصد	۳۰ فیصد

اس نقشے کے مطابق مسلمانوں کی آبادی بڑھتی ہوئی نظر آتی ہے اور مسلمان ماضی میں بھی اور اب بھی بھرپور دینی محنت کررہے ہیں۔حال ہی میں سوئزلینڈ میں مسلمانوں کی ایک تنظیم ووِمین پریچنگ فورم اسلام آرگنائزیشن کے تحت ۳۰ ہزار خواتین نے اسلام قبول کیا، جنوری ۲۰۰۵ء برطانیہ میں ایک مسلم سروے کے مطابق پچھلے سال ۲۰۰۴ء برطانیہ مختلف نیشنز میں سے صرف سفید فام برطانوی شہریوں میں سے ۱۴۰۰۰ء ہزار عیسائیوں نے اسلام قبول کیا اور پورے سال کے عرصے میں مختلف مذاہب کے ۵۰۰۰۰ ہزار افراد نے مغربی اقدار سے تنگ آکر اسلام قبول کیا۔ اسلام قبول کرنے والوں میں کئی نامی گرامی اعلیٰ حکومتی عہداران، اداکار، بزنس میں شامل ہیں اور اسلام قبول کرنے کے بعد سختی سے اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کررہے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی دعوت دینے کی توفیق عطا فرمائیں۔